

مسجد میں عشا کی نماز شروع ہوئی۔ امام صاحب کے پر سوز حجازی لہجے نے نمازیوں کے دلوں ہی کو نہیں مسجد کے در و دیوار کو بھی گرمادیا۔ اسی اثنا میں ایک آواز اور بلند ہوئی اور پھر نماز کی چاروں رکعتوں میں بلند ہوتی رہی۔ آواز سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ کوئی دس بارہ سال کا ایب نارمل بچہ (Abnormal child) تھا۔ یہ اپنی طرف سے قرأت میں امام صاحب کا ساتھ دے رہا تھا، مگر درحقیقت اس کی آواز نے ہر نمازی کی توجہ منتشر کر دی تھی۔

نماز ختم ہوئی تو تمام نمازی غصے کے ساتھ اسی سمت دیکھنے لگے جہاں وہ بچہ تھا۔ امام صاحب نے بھی لوگوں کو تنبیہ کی کہ ایسے مواقع نہ پیدا ہونے دیں۔ ظاہر ہے کہ اس بچے نے پوری جماعت کو ڈسٹرب کر دیا تھا۔ مگر مسجد میں صرف ایک شخص تھا جس کے لیے یہ ایب نارمل آواز نماز سے توجہ ہٹانے کے بجائے خدا سے اور قریب کرنے کا سبب بن گئی تھی۔ یہ ہستی عارف کی ہستی تھی۔

جس لمحے بچے کی پہلی آواز آئی تھی وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ کوئی ایب نارمل بچہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کا پورا وجود خدا کی مہربانیوں اور احسانات کے احساس سے زمین بوس ہو چکا تھا۔ وہ شور جو دوسروں کو تکلیف دے رہا تھا، ان کے لیے اپنے مالک کی عنایات کا عجیب تجربہ بن گیا تھا۔ ان کی ساری ہستی خدا کے سامنے سراپا شکر بن گئی۔ اگر خدا ان کو ایب نارمل بنا دیتا تو؟ اگر خدا ان کی اولاد کو ایب نارمل بنا دیتا تو؟ اس سوال کا جواب بس وہ آنسو تھے جو ان کی آنکھوں سے رواں تھے۔

نماز ختم ہوئی تو انھوں نے آسمان کی سمت دیکھ کر کہا۔ پروردگار میں ہزار جان بھی تجھ پر نچھاور کروں تو تیرے احسانات کا بدلہ نہیں اتار سکتا۔ میری ساری بندگی، تمام خدمت دین تیرے ایک احسان کا بدلہ بھی نہیں اتار سکتی۔ میں پوری زندگی تیری حمد کے نغمے گا کر بھی ایک نعمت کا شکر نہیں کر سکتا۔ مجھے معاف کر دے۔ اغفر لی یارب... اغفر لی۔